

### ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“

واقعہ معراج جس کو میں نے تفصیل سے کئی بار آپ لوگوں کے سامنے بیان کیا تھا اسمیں ہے کہ جب آپ براق پر سوار ہونے لگے تو اس نے شوخی کی جبرائیل امین نے اس سے تھام کر فرمایا تجھ کو کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص تجھ پر سوار نہیں ہوا بس وہ عرق عرق ہو گیا جبرائیل امین کے اس قول میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت بیان ہوتی ہے پھر آگے طویل حدیث ہے مسلم اور ترمذی میں یہ بھی ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی یعنی اس جماعت کی آپ امام ہوئے اور پھر ارواح انبیاء کرام کیساتھ ملاقات ہوئی جنہوں نے اپنے رب کی لائق شان ثناء بیان کی۔ جن میں ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ نے باضابطہ حمد و ثناء کی اور آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ اس طرح خطاب فرمایا کہ:

وان محمد اثنی علی ربہ عزوجل فقال کلہم اثنی علی ربہ وانا اثنی علی ربی  
الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعالمین وکافة للناس بشیرا نذیرا وانزل علی  
الفرقان فیہ تبیان کل شئی وجعل امتی خیر امة وجعل امتی امة وسطاً وجعل  
امتی هم الاولون وهم الآخرون وشرح لی صدری ووضعت عنی وزری ورفع لی  
ذکری وجعلنی فاتحاً وخاتماً..... الخ

تم سب نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی سو میں بھی اپنی رب کی ثناء بیان کرتا ہوں جمیع محامدات اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین اور تمام لوگوں کیلئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان مجید نازل کیا جس میں ہر دینی ضروری امر کا بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا اور میری امت کو امت عادلہ بنایا اور میری امت ایسی بنائی کہ وہ اول بھی ہے اور آخر بھی۔ اور میرے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میرے بوجھ کو ہلکا فرما دیا اور میرے ذکر کو بلند فرما دیا اور مجھ کا فاتح اور خاتم النبیین بنایا۔

میرے معزز سامعین! جیسا کہ میں نے آپ کو ابتداء میں بتایا کہ افضل الرسل، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، امام الانبیاء کے صفات و کمالات کا احاطہ کرنا انسانی طاقت کا کام نہیں جیسا کہ ملا جامی فرماتے ہیں کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ کہ خدا تعالیٰ کے بعد اگر کسی ذات کا مقام و مرتبہ ہے تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وقت مختصر ہے انشاء اللہ آئندہ کسی موقع پر مزید گزارشات پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ رب کائنات ہم سب کو رسول ﷺ کا صحیح امتی بننے اور اسکی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

مولانا عبدالمجید رفیق \*

آخری قسط

## عصر حاضر میں اشتغال بالحدیث کی ضرورت

### حفاظت حدیث کے سلسلے میں محدثین کی فنی باریکیاں

حفاظت حدیث کیلئے محدثین کے ہاں رائج فنی باریکیاں کڑی تنقید اور احتیاطی تدابیر ہر دور کے اندر علمی دنیا میں قابل ستائش رہی ہیں حفاظت حدیث کیلئے اسی مبارک جماعت سے وابستہ لوگوں نے ہر نازک اور کڑے وقت میں اپنے آپ کو پیش کیا رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کی طرف سے مدافعت کی شہر بشہر قریہ بہ قریہ گھوم پھر کر بڑی عرق ریزی کے ساتھ احادیث کو جمع کیا اور ان کی روایت کرنے والوں کے حالات کو محفوظ کیا۔

قیامت تک آنے والی نسلوں کو یہ مبارک ذخیرہ بحفاظت پہنچانے کیلئے اسانید کو رواج دیا اور راویان حدیث کی عدالت و ضبط کو پرکھنے کیلئے زبردست اصول اختیار کئے جس کی بدولت احادیث کا قیمتی ذخیرہ مناقین اور لحدین کی شاطرانہ چالوں و روافض اور اہل بدعت کی خطرناک وسیسہ کاریوں سے محفوظ رہا۔ عربوں کی غیر معمولی فطری صلاحیتوں اور قومی روایات کے مطابق ابتدائی دور میں حدیث کی بھی حفاظت کیلئے بنیادی ذریعہ تحریر کے بجائے حافظہ ہی تھا کتابت حدیث کو اس زمانے میں ثانوی حیثیت دی جاتی تھی، چنانچہ جو شخص حدیث کو صرف کتاب کی شکل میں محفوظ رکھنے پر اکتفاء کرتا تھا حلقہ محدثین میں اسکی قدر و منزلت کم ہوتی تھی، اس کے برخلاف جو راویان حدیث اپنی خداداد صلاحیتوں سے بخوبی فائدہ اٹھاتے ہوئے احادیث کو سینے میں محفوظ رکھتے اسی پر ان کو اعتماد ہوتا تھا ان کی علمی حیثیت زیادہ تھی اور ان کا مقام بلند سمجھا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اندر ایسے ایسے لوگوں کو پیدا کیا جن کے حافظہ کے واقعات سن کر عقل دنگ رہ جاتی تھی، کیلکولیٹر اور کمپیوٹر کے دور کا انسان انکے حافظے کے واقعات کو پڑھ کر ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے صنعتی ترقی اور انسانی پستی کے اس دور میں پیدا ہونے والا انسان اس بات پر نہایت ہی تعجب کا

\* نگران شعبہ تخصص فی علوم الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

اظہار کرتا ہے کہ ایک محدث کو ہزار نہیں بلکہ لاکھوں حدیثیں سندوں کے ساتھ یاد ہوا کرتی تھیں کیونکہ اس کو پتہ نہیں کہ جس طرح وہ لوگ حدیث کو سندوں کے یاد کرتے اور اس کی بدولت محفوظ شکل میں جو حدیثیں ہم تک پہنچی ہیں اسی طرح ان حضرات کے عجیب و غریب واقعات بھی نقد و جرح کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد ہی ہم تک پہنچائے گئے ہیں چنانچہ حدیث راویان حدیث اور اصول حدیث پر لکھی جانے والی تمام کتابوں اور ان کے قابل اعتماد نسخوں کی سندیں ہر پڑھنے والے کے دستخط اور تاریخی شہادتوں کے ساتھ آج بھی دنیا بھر کے علمی کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ عصر قریب کے بے مثال محقق مشہور ناقد مولانا عبدالرشید نعمانی (متوفی ۱۴۲۰ھ) نے بالکل بجافرمایا ہے:

”نظر کو بلند تر کیجئے جس امت نے حفاظ حدیث کے حالات کو اس طرح محفوظ کیا ہو اس نے خود حدیث کے حفظ اور اسکی یادداشت میں کیا کچھ اہتمام کیا ہوگا آج جبکہ موجودہ نسل نے اپنی قوت حافظہ کو معطل کر کے اسے بالکل بے کار اور مضلل بنادیا ہے اور مطایع کے عام وجود میں آجانے کے باعث جو علم اگلے علماء کے دماغوں میں تھا وہ ہمارے کتب خانوں میں منتقل ہو چکا ہے حفظ حدیث کے واقعات کو کتنے ہی تعجب اور حیرت کی نظر سے کیوں نہ دیکھا جائے مگر حقیقت بہر حال حقیقت ہے سلف کا ایک دور تھا کہ جب کتاب کا مسلمانوں میں بالکل رواج نہ تھا اور لوگ اپنے نوشتوں کو عیب کی طرح چھپاتے تھے، کہ مبادا ہم پرسوئے حفظ کی تہمت نہ لگ جائے، اس دور میں کاغذ و قلم کی مدد کو عارض سمجھا جاتا تھا اور جو کچھ اساتذہ سے سنتے اسے صفحہ حافظہ پر ثبت کرنا پڑتا تھا، یہی وہ زمانہ تھا جب علم سینہ بہ از علم سفینہ پر صحیح معنوں میں عمل درآمد تھا (۱۳)۔

حافظہ چوں کہ ایک انسانی قوی ہے جو دوسری صلاحیتوں کی طرح بیماری عوارض اور عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ متاثر ہو جاتا ہے محدثین نے اس کمزوری کا بھی بروقت تدارک کیا کہ مبادا یہ کمزوری حدیث پر اثر انداز نہ ہو چنانچہ انہوں نے اس کیلئے بھی ایسے قوانین اور ضابطے بنائے جن کا خیال رکھتے ہوئے راویان حدیث کے حافظوں کو پرکھنا ان کیلئے ذرہ بھی مشکل نہ رہا ان قوانین کی روشنی میں انہوں نے ان تمام راویان حدیث کی نشان دہی کردی تھی جن کے حافظے عمر کی زیادتی بیماری یا کسی اور وجہ سے خلل پڑ گیا تھا اور خلل کی وجہ سے حدیث بیان کرتے وقت انہیں راویوں کے ناموں یا الفاظ حدیث میں سہو ہو جاتا تھا محدثین نے ان ناقص الضبط روایات احادیث کی اس کمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان تمام احادیث کو ناقابل احتجاج قرار دے دیا جو ان سے حافظہ میں تغیر پذیری کے بعد مروی ہیں۔

یہ بات صرف محدثین ہی کے ساتھ خاص نہ تھی بلکہ ان سے بھی پہلے حضرات صحابہ کرامؓ روایت حدیث میں بے حد محتاط رہتے تھے چنانچہ بعض صحابہ کرام صرف اس خوف سے کہ بیان کرنے میں کچھ کمی بیشی

نہ ہو جائے بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے جیسا کہ حضرت زبیرؓ کا واقعہ صحیح بخاری میں مذکور ہے (۱۴)۔  
حضرت انسؓ کا یہ حال تھا کہ جس حدیث میں ان کو ذرا بھی شبہ ہو جاتا کہ یہ حدیث خوب اچھی  
طرح مجھے یاد نہیں ہے تو وہ اسکو بیان ہی نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر غلطی کا اندیشہ نہ ہوتا تب میں  
یہ حدیث بیان کرتا (۱۵)۔

اسی طرح فقہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق تذکرۃ الحفاظ میں بیان ہے کہ ان کا شمار  
ان حضرات میں ہے جن کو ادائے حدیث میں بے حد احتیاط اور روایات کے باب میں بڑا تشدد تھا اور وہ اپنے  
شاگردوں کو الفاظ حدیث ضبط کرنے میں سستی کرنے پر بہت ڈانٹتے تھے (۱۶)۔

اسی احتیاط کا تقاضا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے شاگردوں کو ہدایت کرتے تھے کہ جب تم  
حدیث کی روایت کرنے کا ارادہ کرو تو پہلے اس کو تین دفعہ دہرایا (۱۷) کرو نیز اسی شدت احتیاط ہی کی وجہ  
سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی بڑی تاکید تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے حدیثوں کی روایت کم کی جائے جب  
احتیاط کا یہ عالم تھا اور حدیثوں کی روایت سے بھی چارہ کار نہ تھا تو لازمی طور پر حدیثوں کا کچھ سے کچھ ہو جاتا  
بہت مشکل اور ناممکن ہی نہیں بعید از قیاس بھی تھا۔

کچھ عرصہ تک تو حفاظت حدیث کے سلسلے میں حافظہ ہی ہر اعتماد کیا جاتا رہا اور زمانہ یوں ہی گذرتا  
رہا یہاں تک کہ ہمتیں کمزور پڑ گئیں اور انسانی حافظہ خطا کھانے لگا تو پھر وہ حفاظت کا معیار اور پیمانہ ہی بدل  
گیا محدثین نے انسانی کمزوری کو سامنے رکھ کر کتابت حدیث کو وہ حیثیت عطا کی جو اس سے قبل انسانی حافظہ  
کو حاصل تھی جس طرح پہلے حافظے سے حدیث بیان کرنے کے لئے کچھ قوانین طے کئے گئے تھے، اب اس  
کتابت حدیث کیلئے بھی ایسے ٹھوس قوانین بنائے گئے، جو اپنے اندر ہر طرح کی احتیاطی تدابیر اور فنی باریکیوں  
کو سموئے ہوئے تھے، پھر اس پر مستزاد یہ کہ اس زمانے میں جن محدثین کی عادت کتاب سے حدیث بیان  
کرنے کی تھی ان میں سے اگر کسی کی حدیث کی کتاب گم ہو گئی، یا آگ میں جل گئی تو ایسے لوگوں کے ناموں  
کی بھی تعین کر دی گئی تاکہ اگر وہ بعد میں ان لکھی ہوئی حدیثوں کو حافظے سے بیان کریں تو ایسی احادیث کی  
خوب چھان پھٹک کی جاسکے اور اگر وہ حفاظ متقین کی احادیث کے خلاف ہوں تو انہیں مسترد کیا جاسکے۔

زمانے کے شب و روز اس نہج پر گزرتے رہے اور احادیث مختلف کتابوں میں مدون ہوتی چلی گئیں  
یہاں تک کہ تدوین حدیث اپنی انتہاؤں کو چھونے لگی اور فن جرح و تعدیل کے نام سے ایک نئے فن کی بنیاد  
پڑی جس میں ایک طرف تو راویان حدیث کی چھان پھٹک ہوتی تھی اور انکے حافظے عدالت اور ضبط وغیرہ کے  
بارے میں تبصرے ہوتے تھے تو دوسری طرف خود ان مبصرین کی بھی کڑی نگرانی کی جاتی تھی، اس تنقیدی علم

کے ذریعے ان محدثین کا بھی محاسبہ ہونے لگا جو حدیث کے معاملہ میں دوسروں کی غلطیوں پر نظر رکھنے ان کی نشان دہی کرنے والے تھے یہاں تک کہ کسی راوی میں ایسی مبہم جرح کو ناقابل اعتماد گردانا جانے لگا کہ جس کا ان جرح کرنے والے نے کوئی معقول سبب نہ بیان کیا ہو جو واقعی اس راوی کی عدالت کو مجروح اور متاثر کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ محققین نے ان تمام روایات حدیث کو قابل احتجاج قرار دیا ہے جن پر ائمہ کا کلام یا تو مبہم ہے یا اس میں شدت غضب اور مذہبی تعصب کا کوئی ادنیٰ سا پہلو نظر آتا ہے۔

### محدثین کی قربانیوں کا نتیجہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر محدثین کرام نے اشتغال بالحدیث اور حفاظت حدیث کی خاطر اتنی قربانیاں کیوں دی؟ فقر و فاقہ کی مشقتیں کیوں برداشت کیں؟ دور دراز کے اسفار کیوں کئے؟ روایت حدیث کا اور اس کی اشاعت کیلئے اتنی تگ و دو اور محنت کیوں کیں؟ حفاظت حدیث کے سلسلے میں کڑی شرائط فنی باریکیاں اور احتیاطی تدابیر کیوں اختیار کیں؟ محض حصول ثواب کی خاطر؟ نہیں! اس کیلئے تو اور راہیں بھی بہت ہیں خواہ خود کو تکلیف میں ڈالنے کی قطعاً ضرورت نہ تھی دراصل وہ لوگ سمجھتے تھے کہ اگر علم حدیث ہی مسلمانوں سے اٹھ گیا تو یہ امت جہالت و ظلمت کی وادی میں بھٹک کر رہ جائیگی اور پھر کوئی مسیحا نہ مل سکے گا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کی لاج رکھی اور امت مسلمہ میں علم حدیث کی عمومی فضا بنی اور اس امت کا سفینہ بڑے بڑے طوفانوں کا مقابلہ کرتا چلا آ رہا ہے وضع حدیث اور فتنہ انکار حدیث کی تاریخ اور اس کی کوکھ سے جنم لینے والے ابلیسی طوفانوں پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو ہمیں محدثین کی کاوشوں قربانیوں اور تکالیف کی قیمت کا اندازہ ہو سکتا ہے تاریخ اسلامی میں جتنے بھی فتنے اٹھے ان سب میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے بغاوت کا عنصر مشترک ہے یہی وجہ ہے کہ آج سے کچھ عرصہ قبل مستشرقین نے امت مسلمہ کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور علم حدیث کے راستے ایک سیلابی ریلا چھوڑا آج کے ان تمام فتنوں سے نمٹنے کیلئے ایک چیز بے حد ضروری ہے کہ ہمیں بھی ان محدثین کے راستے پر چل کر تمام طبقات اسلامیہ میں اشتغال بالحدیث کی ایک عمومی فضا پیدا کرنا ہوگی۔

### عصر حاضر میں شیطان کے حواریوں کا کردار

آج کے اس دور میں شیطان اور اس کے حواریوں نے فحاشی و عریانی اور عیاشی و بدمعاشی کی راہ دکھلا کر امت مسلمہ کو دین سے دور کر دیا اور دوسری طرف مسلمانوں کے ہر مرض کا شافی علاج رکھنے والی دوا علم حدیث پر شکوک و شبہات کی بھرمار کر دی، یوں ہماری مثال اس مریض کی سی ہے جو اپنے مرض میں تڑپ رہا ہو اس کے پاس علاج کی دوا تو موجود ہو مگر اس کا ہاتھ اس تک پہنچنے سے قبل ہی کوئی اسے تریاق کے متعلق بے

یقینی اور وسوس میں مبتلا کر دے اب یہ مریض یا تو تڑپتا ہی رہے گا یا پھر وسوس کی پرواہ کئے بغیر دوا سے اپنا علاج کر لے۔

### انکار حدیث کے نئے محرکات و عوامل

مغربی نو مسلم فاضل محمد اسد (LEOPLD WEISS) نے سنت سے دامن چھڑانے اور حدیث کا انکار کرنے کا حقیقی سبب (جس کے داعی اس دور میں پھر اس کا بیڑا اٹھا رہے ہیں) نئی نسل کی نفسیات اور مغربی تہذیب کے غلبہ اور طاقت سے مکمل واقفیت کی روشنی میں بیان کیا ہے کہ مغربی تہذیب کی قدروں اور پیاموں اور اسکے طرز زندگی اور فیشن اور سنت نبوی ﷺ میں کبھی گٹھ جوڑ نہیں ہو سکتا اور اس زندگی کو جو رسول اللہ ﷺ سے گہری محبت اور آپ کی ذات پر مکمل اعتماد اور سنت کے مراجع اور مآخذ پر پورے یقین اور اطمینان پر مبنی ہو مغربی تہذیب کی تعظیم و تقدیس اور اسکو علم انسانی کی آخری دریافت سمجھنے کے تصور کے ساتھ جمع نہیں کیا جاسکتا غالباً بعض اسلامی ممالک کے حکام اور سیاسی لیڈران کے سنت پر حملہ اور انکار حدیث کا یہی سبب ہے محمد اسد لکھتے ہیں

”آج جبکہ اسلامی ممالک میں مغربی تہذیب کا اثر و نفوذ بہت بڑھ چکا ہے ہم ان لوگوں کے تعجب انگیز رویہ میں جن کو ”روشن خیال مسلمان“ کہا جاتا ہے ایک اور سبب پاتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اور زندگی میں مغربی تہذیب کو اختیار کرنا ناممکن ہے پھر موجودہ مسلمان نسل اور اسکے لئے تیار ہے کہ ہر مغربی چیز کو عزت کی نگاہ سے دیکھے اور باہر آنے والے ہر تمدن کی اسلئے پرستش کر لے کہ وہ باہر سے آیا ہے اور طاقتور اور چمکدار ہے، مادی اعتبار سے یہ افرنگ پرستی ہی اس واقعہ کا سب سے بڑا سبب ہے کہ آج احادیث رسول ﷺ اور سنت کا پورا نظام رواج نہیں پارہا ہے سنت نبوی ﷺ ان تمام سیاسی افکار کی کھلی اور سخت تردید کرتی ہے جن پر مغربی تمدن کی عمارت کھڑی ہے اس لئے وہ لوگ جن کی نگاہوں کو مغربی تہذیب و تمدن خیرہ کر چکا ہے وہ اس شکل سے اپنے کو اس طرح نکالتے ہیں کہ حدیث و سنت کا بالکل یہ کہہ کر انکار کر دیں کہ سنت نبوی ﷺ کا اتباع مسلمانوں پر ضروری نہیں کیونکہ اس کی بنیاد ان احادیث پر ہے جو قابل اعتبار نہیں ہیں اور مختصر عدالتی فیصلہ کے بعد قرآن کریم کی تعلیمات کی تحریف کرنا اور مغربی تہذیب و تمدن کی روح سے انہیں ہم آہنگ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

جو لوگ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ امت اسلامیہ کو اس حیات بخش اور ہدایت و قوت عطا کرنے والے صاف و شفاف سرچشمہ سے حدیث کے حجت ہونے اور اس کی قدر و منزلت میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے ذریعہ محروم کر دیں اور اس پر سے امت کا اعتماد اٹھ جائے وہ اس عظیم نقصان سے شاید ناواقف



ہیں جو اس امت کو پہونچا رہے ہیں وہ شاید نہیں جانتے کہ اپنی نامحسوس کوشش سے وہ اس امت کو اپنی میراث سے محروم اپنے آغاز سے بے تعلق اپنی اصل سے سرگشتہ و حیران بنا رہے ہیں اور وہ معاملہ کر رہے ہیں جو یہودیت و مسیحیت کے دشمنوں نے یا انقلاب زمانہ نے ان مذاہب کے ساتھ کیا اگر وہ باہوش و حواس یہ کام انجام دے رہے ہیں تو اس امت اور اس دین کا ان سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں، کیونکہ اس کے بعد نئے سرے سے پھر اس دینی ذوق کو وجود بخشنے کا کائی ذریعہ نہیں رہ جاتا وہ ذوق جو صحابہ کرام کا امتیاز تھا اور جو رسول اللہ ﷺ کی براہ راست صحبت یا اس حدیث پاک کے واسطے کے بغیر (جو اس عہد کی سچی تصویر اس عہد کی کیفیات سے مملوہ اور اسکی عطربیزیوں سے معطر ہے) پیدا نہیں کیا جاسکتا (۱۸)۔

### ابلیسی کردار کے مقابلے میں اشتغال بالحدیث کی اشد ضرورت

الحمد للہ آج امت مسلمہ میں ہر فتنے کا مقابلہ کرنے والے ہر سطح پر افراد موجود ہیں باقاعدہ ادارے اور تنظیمات مستقل کام کر رہے ہیں لیکن اگر ہم حقیقت حال کا ذرا باریک بینی سے جائزہ لیں تو ہمیں صاف رکھائی دے گا، کہ ہمارے ان اداروں اور تنظیمات وغیرہ سے ملنے والے نتائج ان نتائج سے بہت کم ہیں جو کل تک ایک ایک فرد اور شخص کی محنت سے نکلتے تھے آخر کیوں.....؟

ہم ذرا جائزہ لیں کیا ہمارے دین کے ان دفاعی اشاعتی اور حفاظتی اداروں اور منصوبوں میں اشتغال بالحدیث کی عمومی فضا بھی قائم ہے یا نہیں؟ کیا ہمارے اندر ان محدثین کے طرز پر کام کرنے والے اور علم حدیث کے دین کو ہر شعبے میں ہادی بنا کر پیش کرنے والے لوگ بھی موجود ہیں یا نہیں.....؟

اے کاش.....! اگر امت مسلمہ کا ایک مختصر سا طبقہ ہی صرف اسی کام کیلئے اپنی زندگیاں پیش کر دے جو علم حدیث کی روشنی لے کر ہمارے تمام تر اداروں اور تنظیمات کو پرکھیں اور اشتغال بالحدیث کا وہی گزرا ہوا زمانہ ہمارے سامنے آجائے مگر افسوس ہے کہ عوام تو علم حدیث سے ویسے دور ہو چکی ہے اور ادھر ہمارے اندر ترغیب و ترہیب وعظ و نصیحت اور فضائل و دلائل کو علم حدیث کی روشنی میں عام کرنے والے اور احادیث رسول کو اصول حدیث اور جرح و تعدیل کی کسوٹی پر پرکھ کر امت تک پہنچانے والے بھی بہت کم ہوتے چلے جا رہے ہیں

### عصر حاضر میں اشتغال بالحدیث کیسے.....؟

اشتغال بالحدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اندر حدیث رسول کا عام ماحول پیدا ہو جائے، ہمارے خطباء سے لیکر سامعین تک مصنفین سے لیکر قارئین تک علماء سے لیکر عوام تک اور حکمرانوں سے لیکر رعایا تک معاشرے کے تمام افراد بحیثیت مسلمان حدیث رسول ﷺ سے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق تعلق پیدا

کریں یہی تعلق سنت کی راہ دکھلائے گا اور ہمیں تمام تر دینی فتنوں سے محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ ہماری دنیاوی ترقی کا بھی یہی سبب ہے جس طرح تبلیغی جماعت میں فضائل اعمال کی تعلیم ضروری ہوتی ہے بالکل اسی طرح ہمارے تمام طبقات میں ان کے منصوبوں اور شعبوں کے مطابق مستند اور منتخب احادیث کی تعلیم و ترویج اور افہام و تفہیم کا ماحول پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔

اسی طرح اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ لوگوں کے سامنے من گھڑت واقعات بے سند قصے اور انتہائی ضعیف اور وہابی احادیث کو بیان نہ کیا جائے اس سے لوگوں کے عقائد اور اعمال کا ستیاناس ہو جاتا ہے اور لوگ اسلامی تعلیمات سے متعلق افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں نیز یہ چیزیں صحیح العقیدہ صاف و شفاف اور معتدل مزاج اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بہت بڑی رکاوٹ بنتی ہیں یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے آگے نقل کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ایسے شخص کو جھوٹا کہا گیا ہے اور رہی بات آپ ﷺ کی طرف ایسی بات کو منسوب کرنا جو آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، (خواہ وہ بات بظاہر اچھی اور بھلی ہی کیوں نہ ہو) نہ صرف حرام بلکہ اشد الحرام ہے اسی لئے تو آپ ﷺ نے کبھی ”کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع“ (۱۹)۔

”آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کر لے“ کا ارشاد فرما کر اور کبھی من حدث عنی حدیثا وھو یرى انه کذب فھو احد الکاذبین (۲۰)۔

”جس نے مجھ سے ایسی بات بیان کی کہ اس کا خیال یہ ہے کہ وہ جھوٹی ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے“ اور کبھی من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار (۲۱)۔ ”جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے“ کی وعید سنا کر اخبار اور احادیث میں تساہل برتنے پر سخت ڈرایا ہے۔

### تخصّص فی علوم الحدیث امید کی ایک کرن

آج زمانہ آواز دے رہا ہے ان لوگوں کو جو آگے بڑھیں اور راہ ابو ہریرہؓ پر چل کر دیوانہ وار اللہ کی رضا کی خاطر اس عظیم کام کیلئے اٹھ کھڑے ہوں اور مسلسل محنت لگن شوق اخلاص اور جذبہ قربانی کے اعوان و انصار کے ذریعے عصر حاضر کے جدید اور مفید وسائل کمپیوٹر وغیرہ سے اساتذہ اور ماہرین کی زیر نگرانی صحیح استفادہ کرتے ہوئے دین کے تمام شعبوں میں روح پھونک دیں۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ امید کی ایک کرن برصغیر میں دکھائی دے رہی ہے، تخصّص فی علوم الحدیث کا ایک بہترین سلسلہ شروع ہو چکا کاش کہ اس سلسلے سے منسلک خوش قسمت افراد اپنی ذمہ داری کا احساس بھی بیدار



رکھتے ہوں اور بالکل وہی ذمہ داری کو نبھانے کا جذبہ لے کر اٹھیں جو ذمہ دار حضرات سلف نے نبھائی ہے۔  
یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تخصص فی علوم الحدیث کے شعبے سے وابستہ ہونے کے بعد جبباحث  
پر علم حدیث کی متعدد راہیں اور اسکے متنوع علوم وفنون کھلتے ہیں اور ان میں سلف نے جو سیکڑوں کتابیں  
تصنیف کی ہیں ان سے وہ متعارف اور ان کے مناہج پر مطلع ہوتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں (درس  
نظامی کی تعلیم سے فارغ التحصیل ہونے کے باوجود) علوم حدیث سے ناواقفیت اور ان سے اپنے تہی دامن  
ہونے کا احساس وشعور بیدار ہوتا ہے اور اس پر نصف نہار کی طرح یہ حقیقت آشکارہ ہو جاتی ہے کہ علم حدیث  
تو ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جو اپنے اندر لاتعداد قیمتی موتیوں اور جواہر کو سموئے ہوئے ہیں اور ایک ایسا  
بحر بے کنار ہے جس سے بیسیوں نہریں نکلتی ہیں جو بے شمار اسلامی علوم وفنون کو رونق وشادابی بخشی ہیں اور  
شریعت مطہرہ کی حسین وادی کو سیراب کرتی ہیں اے کاش .....! یہ احساس وشعور ہمارے تمام دینی علمی اور  
تحقیقی اداروں سے منسلک افراد میں پیدا ہو جائے اور علوم حدیث کی افادیت اور سلف کی اس عظیم خزانے سے  
محرومی کا ہم سب کو ادراک ہو جائے، وما ذلک علی اللہ بعزیز

حفاظت حدیث کے سلسلے میں محدثین کی محنتوں فنی باریکیوں علمی مویشگانیوں اور عالی خدمات کا  
علامہ حالی مرحوم نے ”مسدس حالی“ میں کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

|                                     |                                   |
|-------------------------------------|-----------------------------------|
| گروہ ایک جو یا تھا علم بنی کا       | لگایا پتا جس نے ہر مفتری کا       |
| نہ چھوڑا گوئی رخنہ کذب خفی کا       | کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا          |
| کئے جرح وتعدیل کے وضع قانون         | نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوس    |
| اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو      | اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو    |
| سنا خازن علم دیں جس بشر کو          | لیا اس سے جا کر خبر اور اثر کو    |
| پھر آپ اسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر   | دیا اور کو خود مزہ اس کا چکھ کر   |
| کیا فاش راوی میں جو عیب پایا        | مناقب کو چھانا مثالب کو تابا      |
| مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا         | ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا       |
| طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا            | نہ ملا کو چھوڑا، نہ صوفی کو چھوڑا |
| رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر      | گواہ ان کی آزادگی کے ہیں یکسر     |
| نہ تھا ان کا احساس یہ اک اہل دین پر | وہ تھے اسمیں ہر قوم و ملت کے رہبر |
| لبرئی میں جو آج فائق ہیں سب سے      | بتائیں لبرل بنے ہیں وہ کب سے؟     |

## حوالہ جات

- (۱) حدیث کا بنیادی کردار، ص ۳۹-۴۱ طبع نشریات اسلام
- (۲) مقدمہ عمدۃ القاری ص ۱۱، طبع ادارۃ الطباعة المنیریہ
- (۳) دکتور مصطفیٰ سباعی، السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی، ص ۵۷ طبع دارالاسلام
- (۴) سید مناظر احسن گیلانی تدوین حدیث ص ۹ طبع المیزان
- (۵) معرفۃ انواع علم الحدیث ص ۹۴ طبع دارالکتب العلمیۃ
- (۶) تعارف تلوین حدیث ص: د
- (۷) الاحزاب - ۲۱
- (۸) صحیح البخاری باب ماذکر عن بنی اسرائیل رقم الحدیث ۳۴۵۶ طبع دارالاسلام
- (۹) حدیث کا بنیادی کردار ص ۳۱، ۳۲
- (۱۰) تاریخ دعوت وعزیمت ۲۴/۴ طبع مجلس نشریات اسلام
- (۱۱) مسند البزار، مسند جبر بن مطعم، رقم الحدیث ۳۴۱۶ طبع مکتبہ العلوم والحکم
- (۱۲) عجلۃ المبتدی وفضالۃ المنتہی فی النسب ص ۳
- (۱۳) امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۵۲ طبع میر محمد
- (۱۴) صحیح البخاری، باب اثم من کذب علی النبی رقم الحدیث ۱۰۷
- (۱۵) سنن الدارمی باب اتقاء الحدیث عن النبی الثبت فیہ، رقم الحدیث ۲۴۱ طبع دار ابن حزم
- (۱۶) تذکرۃ الحفاظ، ۱۶/۱ طبع دارالکتب العلمیۃ
- (۱۷) سنن الدارمی باب مذاکرۃ العلم رقم الحدیث ۱۱۰
- (۱۸) حدیث کا بنیادی کردار ص ۴۱، ۴۳
- (۱۹) مقدمۃ صحیح مسلم، باب النهی عن الحدیث بكل ما سمع رقم الحدیث ۷
- (۲۰) جامع الترمذی باب ماجاء فی من روی حدیثا وهو یروی انه کذب رقم الحدیث ۲۶۶۲
- (۲۱) صحیح البخاری باب اثم من کذب علی النبی رقم الحدیث ۱۱۰